محمد حسین ملک

پی۔ایچ۔ڈی۔سکالر

بلبل کشمیری کے رضانامہ کا اسلوب

''رضانامہ'' جو مثنوی کی شکل میں کہی گئی ہے دس ہزار اشعار پر مشتمل ہے (۱) شاعر نے مثنوی ''رضانامہ'' کی تاریخ ہفت دفتر کے عنوان سے لکھی ہے جو بحساب ابجد ۱۱۶۹ھ اعداد کا مجموعہ ہے اور مثنوی ''رضانامہ'' کے اختتام پر بھی اس کا سال اتمام ۱۱۶۹ھ لکھا ہے

چو تاریخ جستم دوگونہ زکہ | بگفتار ہزار وصد وشست ونہ
بکن سال اتمام در چار حرف | بتاریخ طقطع بفکر شنگرف

اس سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ مثنوی ''رضانامہ'' سال ۱۱۶۹ھ کے دوران رشتۂ تحریر میں آئی ہے۔

بنیادی طور پر اگر دیکھا جائے تو ''رضانامہ'' ایک رزمیہ مثنوی ہے۔ مشہور شاعر فردوسیؔ طوسی کو اس حیثیت سے نہ صرف اولیت حاصل ہے بلکہ دنیائے ادب کے شاہکاروں میں بھی اس کا شمار کیا جاتا ہے۔ شاعر موصوف نے فردوسیؔ، نظامیؔ، جامیؔ اور امیر خسروؔ کی پیروی میں اپنا خمسہ مرتب کیا اور ان مثنویوں کا نہ صرف مطالعہ کیا ہے بلکہ ان سے بھرپور استفادہ بھی کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ شاعر موصوف نے فردوسیؔ کے ''شاہنامہ'' کا بھرپور مطالعہ کیا

Scanned with CamScanner

ہے چونکہ بسا اوقات اپنی مثنوی میں اس کے اسلوب کو اپنانے کی کوشش کی ہے حتیٰ کہ بعض تراکیب کا بھرپور استعمال اپنی مثنوی میں کیا ہے۔

چو طفرای این نامہ گشتہ تمام

برین مختصر ختم شد والسلام

اس کے علاوہ جن دیگر شعراء کا کلام ملاّ محمد اشرف کے زیرِ نظر رہا ہے ان میں شیخ سعدیؔ، حافظ شیرازی اور غنیؔ کشمیری کے نام قابل ذکر ہیں۔ شاعر موصوف کے پیشِ نظر سعدیؔ شیرازی کا یہ شعر رہا ہے۔

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست

کتب خانہ صد ملت بشت

اس شعر کے جواب میں شاعر موصوف نے یوں خامہ سرائی کی ہے۔

یتیمی کہ بیدرس قرآن بخواند

خط نسخ در صحف پیشینہ راند

ملاّ محمد اشرف نے فردوسیؔ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی مثنوی میں ان ہی پہلوانوں اور بہادروں کے نام لئے ہیں جن کے تذکرہ سے ''شاہنامہ'' فردوسی بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ ''رضانامہ'' میں رستم سراب برگشتوان، بہمن، اسفندیار وغیرہ پہلوانوں کے ناموں کی تکرار ملتی ہے لیکن ساتھ ہی موصوف نے امیر حمزہ کا نام بھی اسلامی پہلوانوں کے زمرے میں شامل کیا ہے۔ اس کے علاوہ شاعر نے شاہنامہ فردوسی میں مستعمل آلات حرب وضرب، جنگی قواعد وغیر اسلوب کو ہی برتا ہے۔ شاعر موصوف نے دیگر استادانِ سخن مثلاً نظامیؔ، امیر خسروؔ اور جامیؔ کی مثنویوں کی تقلید میں روایتی

Scanned with CamScanner

الفاظ وتراکیب کو ہی اپنی مثنوی میں استعمال کیا ہے جن سے ایک قاری عام طور پر مانوس ہو چکا ہے۔ لیکن شاعر نے رضانامہ میں ایسے الفاظ وتراکیب کا استعمال جا بہ جا کیا ہے جن سے کشمیریت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور کشمیریت کی بو ضرور آتی ہے مثلاً ھلھلم، کلچہ، قصابہ، شلق، زعفران، نوش لوب، قرابہ وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

جب فارسی شعر ادب میں ایک نئے اسلوب یعنی سبک ہندی اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا تو مثنوی ''رضانامہ'' اسی دور میں تصنیف ہوئی ہے۔ چنانچہ اس دور سے تعلق رکھنے والے شعراء نے اس پنپنے والے سبک میں طبع آزمائی تو ضرور کی حتیٰ کہ بعض کشمیری شعراء بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن ''رضانامہ'' کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملّا محمد اشرف نے متقدمین کے اسلوب کو ہی اختیار کیا ہے اس کے ہاں کسی قسم کی خیال بافی، پیچیدگی، دور از کار، تشبیہات واستعارات کا دور دور تک نام و نشان تک نہیں ملتا ہے۔ اس کی زان صاف شستہ اور روان ہے جو ایک قاری کے لیے صریع الفہم ہے۔ شاعر کے ہاں الفاظ کا پیمانہ محدود ضرور ہے لیکن غیر مانوس الفاظ و تراکیب سے اجتناب برتا ہے لہٰذا ایک قاری کو بہت زیادہ ذہنی ریاض نہیں کرنا پڑتا ہے۔ دور از کار تشبیہات و استعارات کے بجائے شاعر نے روایتی تشبیہات و استعارات کو سہارا لیا ہے۔(۲)

شاعر نے ''رضانامہ'' میں روزمرہ محاورات اور ضرب الامثال کو بھی برتا ہے (۳) اور مصرعوں کی تکرار جا بجا ملتی ہے(۴) شاعر نے جہاں خوش آہنگ ترکیبات درج کی ہیں وہیں پر برائی اور نفرین کے اظہار کے سلسلے میں زاغ بوم وغیرہ

Scanned with CamScanner

استعارات کو بھی استعمال کیا ہے۔

شاعر جب کسی نئے موضوع کو چھیڑتا ہے تو روایتی ساقی کے بجائے بلبل کو اپنا ہم نوالہ بنالیتا ہے اور شاعر ایسے مواقع پر اپنے اندرونی جذبات و کیفیات کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے اس قسم کے اشعار میں شاعر کی بلند خیالی اور فکر کی گہرائی زور پکڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے درج ذیل اشعار میں موت کی ناگزیری کو بیان کرتے ہوئے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ یوں کیا ہے۔

بیا بلبلا قصد بغداد کن — سوی کوفہ رُو آر دل شاد کن

صغیری کن از شوق رفتار راہ — پروبال زن سوی خورشید و ماہ

ندارد وقوف آدمی از اجل — بود بے نظر دست و پا ولنگ وشل

ہوائیت چوں مرغکے بستہ پا — پرد ہر زمانی بر اوج ہوا

چو پایش کشاید پرش بشکند — بہ پرواز در دام مرگ افگند

بود آدمی زادہ غافل ز مرگ — چو شاخی کہ سرسبز باشد برگ

بہار است زیبندۂ دلفریب — خزان است دنبال او ناشکیب

نہ بیند بجز غم بنی آدمی — کہی پر غم و کاہ پر خورمی

سرانجام آدمی سراسر غم است — نشد آدمی آنکہ او بے غم است (ص ۸)

بعض دیگر مثالیں پیش خدمت ہیں۔

گریزد کجا آدمی از قضا — ہمان بہ کہ باشد رضا بر قضا

پراز خار باشد گل باغ دھر | بود شھد فایق پراز نیش وزہر
بود نشاءِ بےخودی در شراب | چو گنجی است ایدون سرای خراب
کدامی درخت از تبر پارہ نیست | رضادہ کہ چوں از قضا چارہ نیست
فلک اژدھائیست باہفت چشم | بدیرآشنائی بود زود خشم (ص ۸۵)
وفائی بچشم کوا کب نماند | طلب در دل ہیچ طالب نماند
دریغ از ہواہای چرخ کبود | کہ از ہر کلی رنگ وبود در بود
بچشم خسان ہیچ آرزم نیست | کسان رادل آویزی از شرم نیست (ص ۹۰)
دریغا کہ این گنبد لاجورد | گہر سرخ رنگ است وگہ سبز وزرد
فلک باہمہ دیدہ ہائی سفید | زنور بصارت شدہ ناامید
بعد تیرہ رای ونام دمی | بدولابی میکند قلزی
نہ شد چشم سوزن بہ سرمہ ضیا | زصابون قومی کے شود بوریا
بروغن کجا نرم سازند ریگ | بیک شعلۂ کے گرم سازند دیگ
بن چاہ از مہر عکسے نیافت | دل ماہ زیں غصہ سرمہ شکافت
کجا شعلۂ سالم بماند زسنگ | کے از آب دریا براسد نہنگ
نشد چرغ بر ہیچ کس مہربان | کہ اور یسامنست ولے آسمان (ص ۱۱۷)

اس قسم کی مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ شاعر کسی نئے موضوع کو شروع کرنے سے پہلے معلّم اخلاق کی طرح درس دیتا ہے اور بعض فلسفیانہ توجیہات پیش کرتا ہے۔

ملّا محمد اشرف کا شمار اپنے وقت کے بلند پایہ عالموں اور فاضلوں میں ہوتا تھا جسے عربی اور فارسی زبانوں پر پورا عبور حاصل تھا۔ موصوف نے مثنوی ''رضانامہ'' میں

Scanned with CamScanner

قرآنی آیات، احادیث کا جابجا استعمال کیا ہے۔ ذیل میں دیئے گئے نمونے اس کی عربی دانی اور قرآن فہمی پر دلالت کرتے ہیں۔

دہن بستہ گردان بمہر سکوت — سبحان الذی حی لا یموت

فما کان من عند نالہ جواب — فخفت علیہ کلمۃ الغاب

زصد مادر افزوں بود مہر تو — زوم چنگ در ذہل لا تقنطوا

اذا زلزلت الارض زلزالہا — ہمی خواند رو تند تر بالہا

در اخرجت الارض اثقالہا — ہمی زدای غم اوحیٰ لہا

چو بولہت بادات تبت یداک — چرا ایں چنیں خیرہ گشتے مغاک

اس کے علاوہ 'رضا نامہ' میں سورہ ھل اتی، سورہ یٰسین اور سورہ والقمر وغیرہ کی نشاندہی ہوتی ہے جس سے شاعر کی عربی دانی کا اظہار ہوتا ہے۔ مثنوی "رضا نامہ" میں شاعر نے طریدی کے عنوان سے رجز خوانی اور مرثیہ کے طور پر قصیدہ غزل جیسے شعری اصناف کا بھی استعمال کیا ہے۔ زیر نظر مثنوی میں اس قسم کا پہلا باقاعدہ نمونہ مسلم بن عقیل علیہ السلام کی شہادت کے سلسلے میں ملتا ہے جو مرثیہ کے طور پر غزل کی شکل میں درج ہوا ہے۔ یہ مرثیہ حسب حال ہے جس میں امام حسینؑ کا تعارف اپنا احوال کوفیوں اور شامیوں کی ایذا رسانی کا بیان ملتا ہے۔ غزل ملاحظہ ہو

صبا گر بگذری بجاناں ما — بکن عرض حال پریشان ما

حسینؑ علیؑ نور چشم نبیؐ — غنچۂ باغ دبستان ما

بگوئی کہ ابن عمت کشتہ شد — بہ تیغ جفا گشتہ قربان ما

بہ خون شہادت شدہ سرخ روی — ہمان درد گردید درمان ما

Scanned with CamScanner

مشوغرّہ بر گفتن کوفیان | شنونکتۂ راز پنہان ما
بمن بہ من بے وفائی بسے کردہ اندر | شکستہ آن عہد و پیمان ما
ازآن راہ کہ می آمدی بازگرد | بکن آباد بستان وایوان ما
ہراسان شواز فتنۂ شامیان | بہ ھمراہ خود گیر طفلان ما

(ص ۱۱۶)

جناب حر علیہ السلام کی شہادت پانے کے موقعہ پر حضرت امام حسینؑ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کو شاعر نے قصیدہ کی شکل میں یوں لکھا ہے ؎

خوشا حر مردانہ نامداد | کہ جان کرد بر آل احمد نثار
زرخش تکبر فرود آمدہ | شدہ بر براق شہادت سوار
بعشق جگر گوشۂ مصطفیؐ | برآورد از جان دشمن دمار
زہی ہمت او کہ مردانہ بود | چودردانہ شد سوی دریا کنار (ص ۱۸۰)

علاوہ ازیں شاعر نے رجز خوانی اور مرثیہ کے طور پر جو اشعار رقم کئے ہیں ان میں شہدائے کربلاؑ کے حسب ونسب کا بیان ملتا ہے (۵) اور جن دیگر موضوعات کا بیان ''رضا نامہ'' میں ہوا ہے اس کی نشاندہی اس طرح کی جا سکتی ہے۔ دشمن پر اتمام حجت کرنا تا کہ وہ کسی طرح ناواقف نہ رہے۔ امامؑ کے جانثاروں کے اندر جذبہ حریت و شہادت سے سرفراز ہونا اور شوق وبیش بہا نعمت کی آرزو سے مالا مال ہونا، دوستوں کی جدائی پر اپنے اندرونی کیفیات و جذبات کا اظہار (۶) بہشت کی تمنا، چشمہ کوثر پر تاجدارؐ کو دیکھنے کی تمنا اور ان کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کرنا (۷) حضرت امام حسینؑ کے تیئں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا۔ دشمن کو اس کی کرتوتوں سے باخبر کرنا

Scanned with CamScanner

اور پند و انداز کے ضمن میں دنیاوی تعلیمات سے وابستگی اختیار کرنا خدا سے خوف کھانا وغیرہ موضوعات کو برتا گیا ہے۔

واقعہ نگاری کے ضمن میں شاعر نے فقط روایات کو نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جہاں پر کسی موضوع کو بیان کرنے کے لیے ایک سے زیادہ روایات کا سہارا لیا ہے وہاں اپنی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی رائے زنی نہیں کی ہے اس طرح شاعر کسی بحث میں الجھنے کے بجائے فقط روایات نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حوالہ جات:۔

۱۔	چو ابیات این نامہ کردم شمار	خرد گفت با من بگو دہ ہزار
۲۔	دو مرو د جوانندہ نوخیز سرو	چو طاوس طناز زیبا تذرو
	چو گل پرہا نند و غنچہ دھن	برخسار لالہ بجسبہ سمن

۳۔ محاورات: (۱) پا بگل رفتن (۲) دل بدل آئینہ (۳) دست خودم شیشہ برافگند

ضرب الامثال:

بجان کندن آھوان بے قرار	خرانرا تماشا سگانرا شکار
چو دار سد کار فردا کنید	بر آنچہ بہ خواھید برپا کنید

۴۔ چو کار از کف شد ندامت چہ سود

محاورہ: چو دیدند زین گونہ کار از ملال
بدندان گزیدند لب چوں ہلال

۵۔	منم عبداللہ ابن شاہ حسنؓ	زنم برج خورشید را از رسن
	بود جد من شاہ مردان علیؑ	سر سروران تاجدادز من
	رسول خدا سرور انبیاءؐ	بود جد من سرور زِ موتمن (ص ۲۰۹)
۶۔	روم در زمان من سوی بہشت	کنم باغ فردوس را کار و کشت
	بہ بینم آں مسلمؐ تاجدار	بسر چشمہ آب کوثر سرشت
	بدیدار اوی شوم بہرہ مند	کہ خوب است دیدار و دیدن
	بہ خواب اندرش دیدہ ام چند بار	ھمان نامہ خواندم کہ برمن نوشت
۷۔	رفیقان بہ رفتند و ماماندہ ایم	گراں بار در راہ او اماندیم
	کجا دوست کو دستگری کند	جوانی بہ ہنگام سری کند
	گذشتند یاران چو عمر عزیز	نمانم ما و تو و جملہ خیز

Scanned with CamScanner